باب#۱۱۹

قریش کے بعد اسلام کے مخاطبین: یہودِ یثرب

سورۃ البَقَرَۃ [آیات: ۴۰ تا ۱۰۳]

۱۶۲	یہود کا رویّہ اور خبثِ باطن
۱۶۸	اللہ تعالیٰ کے احسانات اور یہود کی ناشکری
۱۷۱	یہود کی ڈھٹائی سے اللہ کی نافرمانی
۱۷۳	کیا نیک اعمال کے ذریعے یہود و نصاریٰ کی بخشش ممکن ہے
۱۷۵	گائے کا قصہ
۱۷۷	سوال در سوال اور بال کی کھال
۱۷۸	یہود کے علماء کی دین فروشی
۱۷۹	یہودی عوام کی دینی حالت
۱۸۲	یہود عوام کے مختلف طبقات میں عصبیت
۱۸۳	کتاب کی بعض باتوں پر عمل اور بعض کو ٹھکرانا
۱۸۵	تجدید و اصلاح کے لیے آنے والے رسولوں کا قتل
۱۸۷	کیا ہدایت و شرف کسی ایک خاندان کے لیے ہے
۱۸۹	جبرائیلؑ سے دشمنی اور زندگی کے حریص
۱۹۱	جادو اُس دین کا کفر ہے جو محمد ﷺ پر نازل ہوا ہے

باب#۱۱۹

قریش کے بعد اسلام کے مخاطبین: یہودِ یثرب

ابراہیم علیہ السلام کے چھوٹے فرزند اسحاق علیہ السلام اُن کی پہلی بیوی سارہ رضی اللہ عنہا سے تھے۔ اُنھیں ابراہیم علیہ السلام نے شام میں آباد کیا۔ اسحاق علیہ السلام کے بیٹے یعقوب علیہ السلام کو اسرائیلؑ کے نام سے بھی جانا جاتا ہے اور اُن کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔ یہود کو اپنے بنو اسرائیل ہونے پر بہت فخر تھا، اُن کے گمان کے مطابق وہ اللہ کے چہیتے تھے اور سارے نبیوں کو اور نبی موعود، آخری نبی کو بھی اُن کی ہی نسل میں سے آنا تھا، اگرچہ کہ وہ نبیوں کو قتل کرتے تھے اور اس سے قبل عیسیٰ ابن مریمؑ کو جو اُن ہی کے درمیان آئے تھے تسلیم نہ کیا اور دعویٰ کرتے تھے کہ ہم نے اُن کو رسوا کن طور سے سُولی پر چڑھا کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔

یہود کا روّیہ اور خبثِ باطن

ماضی میں تو یہود ایک نبی کی پیشن گوئی بڑے جوش سے کرتے تھے جس کا اُنھیں علم تھا۔ وہ اس نبی کی آمد کے اس لیے منتظر نہیں تھے کہ وہ اُن کی اصلاح کرے گا اور اللہ کی رضا و خوش نودی اور تقرب حاصل کرنے اور آخرت میں کام یابی کے لیے رہ نمائی کرے گا بلکہ وہ اس کی آمد کے ذریعے یثرب میں سیاسی برتری کے متمنی تھے۔ اب بنو اسرائیل کے بجائے بنو اسماعیل کی اولاد میں سے نئے نبی کے یثرب میں آجانے نے اُن کی امیدوں کو مایوسی میں تبدیل کر دیا۔ یہودیوں کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ نبی موعود ہیں جن کی بشارت آسمانی کتابوں میں تھی اور یہ یقین اور حقیقت اُن کے حسد کا اصل سبب تھی۔ وہ خود اپنے آپ کو اور اوس و خزرج کے لوگوں کو برابر یقین دلانے کی کوشش کرتے رہتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ مطلوبہ اوصاف و نشانیاں نہیں پائی جاتی ہیں اُن کے دل کی جلن کا یہ عالم تھا کہ ایک موقع پر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اونٹ کھو گیا تھا کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دعویٰ کرتے ہیں کہ انھیں آسمان سے خبریں آتی ہیں۔ لیکن انھیں یہ تک معلوم نہیں ہے کہ اُن کا اونٹ کہاں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں جب یہودی کی یہ بات آئی تو آپؐ نے فرمایا کہ میرے علم میں تو صرف وہ بات ہوتی ہے جو

اللہ تعالیٰ مجھے بتاتا ہے۔ اور اُس نے مجھے دکھادیا ہے کہ اونٹ کس وادی میں ہے جس کا پتا میں تمھیں بتاؤں گا کہ جہاں اس کی نکیل ایک درخت میں پھنسی ہوئی ہے۔" انصار میں سے چند لوگ وہاں پہنچے اور اُنھوں نے اُسے وہیں پایا جہاں رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اُنھیں بتایا تھا۔

ابتداً کچھ یہودیوں نے مدینے میں مزید خون خرابے کے خاتمے کو اچھا جانا۔ مگر عربوں کے باہم لڑنے میں اُن کے مفادات بھی تھے۔ کیوں کہ عربوں کی آپس میں پھوٹ سے اُن کی اہمیت میں اضافہ ہو گیا تھا۔ اور اوس و خزرج اپنی قوت بڑھانے کے لیے اِن یہودیوں سے اتحاد کے خواہاں ہوتے تھے اور اِن اتحادوں کو یہود بھی اپنی آپس کی دشمنیوں کو نبٹانے کے لیے استعمال کرتے۔ اگر اِن کا دشمن قبیلہ عربوں کے ایک قبیلے کا حلیف بنتا تو یہ دوسرے قبیلے کے حلیف بن جاتے۔ رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے آجانے سے اوس اور خزرج متحد ہو گئے لہٰذا پرانے اتحادوں کی اب اتنی بھی ضرورت باقی نہ رہی کہ اُن کے خاتمے کا اعلان کیا جاتا۔ اہلِ ایمان کی اس نئی اجتماعیت نے عربوں کو ناقابلِ شکست قوت کا مالک بنادیا تھا، اس اتحاد میں اُنھیں بھی شمولیت کی دعوت دی گئی تھی اگر وہ شامل ہو جاتے اور ایمان لے آتے تو عین ممکن تھا کہ اُن کا علمی تفوق، اُن کی بہتر معیشت و زراعت اور اسلحہ سازی و دیگر فنون اُن کے لیے باعث افتخار و اہمیت بن جاتی اور قریش سے مقابلہ جلدی اور آسانی سے نبٹ جاتا مگر اُن کی دنیا پرستی، لالچ، سودی کاروبار، قبائلی عصبیت، جھوٹا پندار اور سب سے بڑھ کر اُن کے علماء کو دین فروشی کے کاروبار کے خاتمے کے خوف نے یہود کو آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی رسالت کی تصدیق سے باز رکھا۔ دائرہ ایمان سے باہر رہ کر بھی وہ رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے اعلامیے سے فائدہ اُٹھا سکتے تھے، اعلامیے میں یہود کے لیے جو مراعات اور ایک دائرے میں کامل آزادی رکھی گئی تھی اُس سے ممکن ہو گیا تھا کہ وہ مدینے کی عظیم سیاسی اور دفاعی قوت کے شریک بن جائیں۔ لیکن ایک احمقانہ خیال نے ایسا کرنے سے اُنھیں باز رکھا۔ وہ گمان کرتے تھے کہ اوس و خزرج کے درمیان وہ نفرت کے بیج بو کر اور عبداللہ بن ابی اور اُس کے گروہِ منافقین سے فائدہ اُٹھا کر وہ جلد یا بدیر محمد (صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کو مدینے سے نکال سکیں گے اور اس کام کی انجام دہی میں نہ صرف قریش کا تعاون شامل ہو گا بلکہ اُن سے بڑے انعام و فواید بھی مل سکیں گے اور یہاں تک بھی شاید ممکن ہو کہ جس طرح عربوں نے بیرونی مدد سے یہود سے یثرب کا اقتدار چھینا تھا

قریش کی مدد سے محمدؐ کی میزبانی کے جرم میں اوس و خزرج سے اقتدار واپس چھینا جاسکے اور عبداللہ بن ابی قسم کے منافق ایجنٹوں سے عربوں کو کنٹرول کیا جاسکے۔ اُدھار کے خوابوں پر سوچی تو بڑی دور کی تھی لیکن تصدیقِ رسالت یا اعلامیے کی اخلاص سے پاس داری کے ذریعے نقد جو نفع کی تجارت تھی اُس میں اپنا حصہ نہ ڈال سکے یوں آنے والے چند ہی برسوں میں یثرب سے اُن کا نام و نشان مٹ گیا۔

یثرب کے مدینۃ النبیؐ بننے کے بعد یہود کے لیے جو حالات پیدا ہوئے وہ اُن کی تاریخ کا ایک مشکل اور آج تک نہ سمجھ میں آنے والا باب ہے۔ وہ نئے حالات سے نبٹنے کا کوئی تجربہ نہ رکھتے تھے۔ یثرب کی ہر اونچ نیچ اور سیاسی اور قبائلی سوچوں اور روّیوں سے وہ خوب واقف تھے۔ اُنھیں اوس و خزرج کو لڑانا، نچوڑنا، مشتعل کرنا اور ٹھنڈا کرنا سب کچھ آتا تھا لیکن اس نظریاتی انقلاب نے اوس و خزرج کے صرف طرزِ عبادت یا معبودوں کو تبدیل نہیں کیا تھا۔ اُن کے دل و دماغ کی دنیا ہی بدل دی تھی، اللہ کے بندے اور محمد ﷺ کے جاں نثار، وہ ایک ایسی نئی مخلوق تھے، جس کے بارے میں وہ کچھ بھی نہیں جانتے تھے، وہ ہمیشہ اُنھیں پہلے جیسا یثربی خیال کرتے مگر ہمیشہ اُنھیں مختلف پاتے۔ وہ اُن خوش گوار ایّام کی واپسی کی آرزو کرنے لگے۔

بنو قینقاع کے ایک گھاگ یہودی سوشل سائنٹسٹ کو جو اوس و خزرج کے باہمی جھگڑوں کا ماہر تھا اُسے اِس نئے دور میں اوس اور خزرج کے مابین دوستانہ تعلقات کو دیکھ کر مایوسی سے زیادہ حیرانی ہوئی۔ اُس نے اپنے قبیلے کے ایک گویّے سے کہا کہ جب انصار اکٹھے ہوں تو اُن کی مجلس میں چلا جائے اور اُن کو وہ اشعار گا گا کر طربیہ انداز سے سنائے جو چند برس قبل ہونے والی جنگ بعاث کے بعد دونوں جانب کی شاعری کی پیداوار تھے۔ یہ ایسی شاعری تھی جس میں دشمنوں کی مذمت تھی، اپنے مارنے والوں کی قصیدہ خوانی اور کام آجانے والوں پر مرثیے تھے اور انتقام کی دھمکیاں تھیں۔ اس گویّے نے اپنا کام بخوبی انجام دیا۔ عربوں کی اُس محفل میں جتنے لوگ موجود تھے وہ اس شاعری کو سننے میں مشغول ہو گئے۔ اِن کے دل و دماغ دورِ جاہلیہ میں جا پہنچے، جسے گزرے ابھی سال بھی نہیں گزرا تھا۔ اوس کے لوگ بڑے جوش سے اوس کے شعرا کی داد دیتے اور خزرج کے لوگ خزرج کی شاعری پر واہ وا کرتے۔ تھوڑی ہی دیر میں شاعری ایک جھگڑے میں تبدیل ہوگئی۔ دونوں جانب سے اپنے اپنے قبیلے

اور جنگی موقف کی حمایت میں گرما گرم باتیں کہی جانے لگیں۔ گرما گرمی گالیوں اور دھمکیوں میں تبدیل ہوئی، نوبت بہ ایں جا رسید کہ تلوار نکالنے کی باتیں ہونے لگیں اور ایک دوسرے کو مرد ہو تو میدان میں آکر مقابلے کی دعوت دی جانے لگی۔ سب لوگ اپنے بازو کے جوہر دکھانے اور دوسرے کو مزا چکھانے کے لیے میدانِ جنگ کے لیے آتش فشانی لاوے کی چٹانوں کی جانب دوڑے۔ رسول اللہ ﷺ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپؐ نے تمام مہاجرین کو جو اس وقت وہاں موجود تھے اپنے ساتھ لیا اور عجلت سے اُس جگہ پہنچے جہاں دونوں فریق معرکہ آرائی کے لیے صفیں بنا رہے تھے۔ "اے مسلمانو! اے مسلمانو!" رسول اللہ ﷺ نے اِن کو مکرر مخاطب کیا پھر دو مرتبہ اللہ، اللہ فرما کر سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے اُن سے کہا "کیا تم لوگ دورِ جاہلیت کی مانند کام کرو گے حالاں کہ میں اب تمھارے درمیان موجود ہوں اور اللہ نے تم کو ہدایت دی ہے اور تم اسلام لے آئے ہو۔ اور تم کو اسلام نے معزز کر دیا ہے۔ اس کے ذریعے کفر کے طور طریقوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے قابل بنا دیا ہے۔ اس کی وجہ سے تمھیں کفر سے نجات ملی ہے اور تمھارے قلوب کو متحد کر دیا ہے"۔ اوس و خزرج کے نوجوانوں کے کانوں نے جونہی یہ سنا، اُنھیں یاد آگیا کہ اُن کو شیطان نے گم راہ کر دیا ہے۔ وہ اشک بار ہو گئے اور ایک دوسرے سے گلے مل گئے اور اپنے نبیؐ کی باتیں سننے کے لیے گوش بر آواز ہو گئے، شیطان کام یاب ہوتے ہوتے رہ گیا، ایمان جیت گیا، تعصب ہار گیا۔ یہودی سوشل سائنٹسٹ کا منہ کالا ہو گیا۔

مدینے میں داخلے کے بعد جن منکرینِ رسالت سے سابقہ تھا وہ یہی یہود تھے، کیوں کہ یثرب میں آباد عرب قبیلوں کے تقریباً تمام لوگ ایمان قبول کر چکے تھے، نبی اکرم ﷺ کے لیے ضروری تھا کہ دعوت پوری شرح و بسط کے ساتھ اِن کے سامنے رکھ دی جائے۔ پچھلے باب میں سُوْرَۃُ الْحَجّ کا ہم مطالعہ کر چکے ہیں۔ اب پھر سورۃ الْبَقَرَة کا مطالعہ اوپر کی سطور میں بیان کردہ پسِ منظر کے تناظر میں جاری رکھیں گے۔ اس مقام [۴۰ویں آیہ مبارکہ] سے یہود کا تذکرہ شروع ہو رہا ہے اور اُنھیں بنی اسرائیل کہہ کر یوں خطاب کیا جا رہا ہے۔ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ یہ جملہ آگے کئی بار دہرایا جائے گا۔ نعمت سے مراد ایمان باللہ ہے جو اُن کو دی گئی تھی۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَ

اِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۴۰﴾ اے اسرائیل کی اولاد! ہدایت سے سرفراز کرنے کے میرے انعام کو نہ بھول جاؤ، میرے ساتھ تمھارا میرے بھیجے ہوئے ہادی کی پکار پر لبیک کہنے کا، جو عہد[95] تھا اُسے تم پورا کرو، تو میں بھی تم پر رحمت و برکت کے اپنے عہد کو پورا کروں گا، اے بنی اسرائیل [اپنی نسلی قیادت کے چھن جانے سے نہیں] صرف مجھ ہی سے یعنی میری ناراضگی سے ڈرو[96] ○

وَ اٰمِنُوْا بِمَاۤ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَ لَا تَكُوْنُوْۤا اَوَّلَ كَافِرٍۭ بِهٖ ۪ وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا٘ وَّ اِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ ﴿۴۱﴾ اور میں نے اپنے نبیؐ پر جو یہ قرآن نازل کیا ہے اس کی زبان و دل سے تصدیق کرو۔ یہ کتاب تو ان مقدس صحیفوں کی تائید میں ہے جو تمھارے پاس پہلے سے موجود ہیں، لہٰذا سب سے پہلے تم ہی اس کے انکاری نہ بنو۔ دنیا کے حقیر فواید کے عوض میری آیات کو فروخت نہ کرو[97] یعنی اُن کے غلط معانی و مفہوم نہ بیان کرو۔ خبر دار، اپنی اِس غلط روی کے نتیجے میں میرے غضب سے بچنے کا اہتمام کرو ○

حق و باطل کو گڈ مڈ کرنا:

اگلی آیہ مبارکہ میں یہود کے علما سے کہا جارہا ہے کہ تم جانتے بوجھتے حق و باطل کو گڈ مڈ نہ کرو، تم سے زیادہ کون حق کو جان سکتا ہے۔ آج مسلمان معاشروں میں اعلائے کلمۃ اللہ اور غلبہ دین کی تمام

۹۵ بنیادی طور پر عہد سے مراد، پاسِ شریعتِ تورات کا وہ عہد ہے جو اِن سے لیا گیا تھا، مگر ساتھ ہی تورات میں جس آنے والی نبی کی اطاعت و نصرت کا وعدہ لیا گیا تھا وہ بھی خصوصی طور پر پیشِ نظر ہے، کیوں کہ اب وہ شریعت تو آنے والے نبی کی شریعت سے تبدیل ہو رہی ہے لہٰذا تورات کا سب سے اہم حکم جس کی بجاآوری اِس وقت مطلوب ہے، وہ رسالتِ محمدیؐ کو تسلیم کرنا ہے۔

۹۶ بنی اسرائیل کا رسالتِ محمدیؐ سے انکار اس بنا پر نہیں تھا کہ اُنھیں اپنے علمِ کتاب کی بنا پر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو پہچاننے میں کوئی مغالطہ تھا، انکار کی اصل وجہ یہ خوف تھا کہ رسالت و قیادت بنو اسرائیل سے نکل کر بنو اسماعیل کو چلی جائے گی۔

۹۷ آیات کو فروخت کرنے سے مراد یہ ہے کہ اُن کے کاہن اور احبار اپنے دنیاوی اور معاشی فواید کو پیشِ نظر رکھ کر کتاب کی من مانی تاویلات کرتے اور فتوے دیتے تھے، امت مسلمہ کی جو موجودہ حالت ہے اُس پر اُن کو با آسانی قیاس کیا جاسکتا ہے۔

کوششوں کی مخالفت اور ظالم و جابر باطل صاحبانِ اقتدار کی کاسہ لیسی میں سب سے آگے فرقہ پرست علما کے علاوہ اور کون ہے، یہی حال اُس وقت علمائے یہود کا تھا۔

وَ لَا تَلۡبِسُوا الۡحَقَّ بِالۡبَاطِلِ وَ تَكۡتُمُوا الۡحَقَّ وَ اَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۲﴾ اور باطل [شرکیہ اور جاہلانہ افکار] کا رنگ چڑھا کر حق [توحید خالص] کو آلودہ نہ کرو، اس طرح باطل کے ساتھ حق کو گڈمڈ کر کے اُسے نہ چھپاؤ، حالاں کہ تم سب کچھ جانتے ہو ○ وَ اَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارۡكَعُوۡا مَعَ الرّٰكِعِيۡنَ ﴿۴۳﴾ اور تمھارے درمیان میرا پیغمبر جس طرح تعلیم دے رہا ہے اُس طرح نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، اور اُس کے ہم راہ جو لوگ [انصار و مہاجرین] میرے آگے جھک رہے ہیں اُن کے ساتھ تم بھی جھک جاؤ [۹۸] ○ اَتَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبِرِّ وَ تَنۡسَوۡنَ اَنۡفُسَكُمۡ وَ اَنۡتُمۡ تَتۡلُوۡنَ الۡكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۴۴﴾ اے اسرائیل کی اولاد! تم دُوسروں کو تو اللہ سے وفاداری کرنے کے لیے کہتے ہو، مگر خود اپنے لیے یہ بات بھول چکے ہو؟ حالاں کہ تم کتاب [تورات] کی تلاوت کرتے ہو۔ کیا تم عقل سے بالکل ہی کام نہیں لیتے؟ ○

وَ اسۡتَعِيۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ وَ اِنَّهَا لَكَبِيۡرَةٌ اِلَّا عَلَى الۡخٰشِعِيۡنَ ﴿۴۵﴾ الَّذِيۡنَ يَظُنُّوۡنَ اَنَّهُمۡ مُّلٰقُوۡا رَبِّهِمۡ وَ اَنَّهُمۡ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ ﴿۴۶﴾ اور اے اسرائیل کے فرزندو! اِن حالات میں صبر اور نماز سے مدد لو، بلاشبہ یہ چیزیں مشکل ہیں، مگر اللہ سے ڈرنے والے ان فرماں بردار بندوں کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں، جو یقین رکھتے ہیں کہ آخر کار انھیں اپنے رب سے ملنا ہے [۹۹]

---

۹۸ یہود نماز اور زکوٰۃ کی اہمیت سے اچھی طرح واقف تھے، اپنے کتابی علم کی بنیاد پر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت سے بھی واقف تھے۔ نماز میں اُن کے کاہن [اُن کے علماء] عام عوام کے ساتھ کھڑا ہونا کسرِ شان سمجھتے تھے، اور زکوٰۃ غرباء کے بجائے اُن کے کاہنوں اور اُن کے بنائے ہوئے اداروں کے لیے ہو کر رہ گئی تھی۔ اہلِ ایمان کے ساتھ مذاکرے میں وہ آپؐ کو پہچاننے سے انکار کرتے اور مسلمانوں کے طریق عبادت کو نیا اور تورات کے برخلاف بتاتے تھے اور نتیجہ یہ نکالتے تھے کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں عین تورات کے مطابق ہے، اُن سے ایک سیدھا سا مطالبہ یہ کیا گیا کہ جس طرح اہلِ ایمان، انصار و مہاجرین دینِ حق کی نصرت کر رہے ہیں ویسے تم بھی کرو تو تمھارا تورات کی پیروی کا دعویٰ قابلِ تسلیم ہو گا۔

۹۹ اوپر مذکورہ نصیحتوں کے بعد فرمایا جا رہا ہے کہ اِن پر عمل درآمد کے لیے نماز اور صبر سے کام لو۔ صبر کے معنی

۵۶ اور ایک روز اسکی طرف پلٹ کر جانا ہے ۵۶

یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ وَ اَنِّیۡ فَضَّلۡتُکُمۡ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۴۷﴾ اے بنی اسرائیل! میں نے جو انعام واحسان تم پر کیا اُس کا اعتراف کرو، میں نے تمھیں دنیا کی ساری قوموں پر فضیلت عطا کی تھی پس، اس اعتراف کا تقاضا ہے کہ اللہ کی پکڑ سے بے خوف نہ ہو جاؤ وَ اتَّقُوۡا یَوۡمًا لَّا تَجۡزِیۡ نَفۡسٌ عَنۡ نَّفۡسٍ شَیۡـًٔا وَّ لَا یُقۡبَلُ مِنۡهَا شَفَاعَةٌ وَّ لَا یُؤۡخَذُ مِنۡهَا عَدۡلٌ وَّ لَا هُمۡ یُنۡصَرُوۡنَ ﴿۴۸﴾ اور اس دن سے ڈر کر اللہ کے رسول کی اطاعت قبول کر لو، جس دن کوئی کسی کے ذرا کام نہ آئے گا، نہ کسی کی طرف سے سفارش قبول ہوگی [101]، نہ کسی کو فدیہ لے کر چھوڑا جائے گا، اور نہ ہی نافرمانوں کو کہیں سے مدد مِل سکے گی ○

اللہ تعالیٰ کے احسانات اور یہود کی ناشکری

یہاں سے یہود کو اِن کی تاریخ کے چیدہ واقعات سنا کر اُن کی ناشکری اور اُن پر پیہم اللہ تعالیٰ کے احسانات یاد دلائے جارہے ہیں کہ وہ اُنھیں یاد کریں اب مزید بے راہ روی، نافرمانی اور ناشکری کی گنجایش نہیں، اگر کچھ بھی غیرت، عقل اور اللہ کے عذاب سے بچنے کی خواہش ہے تو اللہ کے رسولؐ کی اطاعت اختیار کرلیں اور راہِ راست پر آجائیں۔ افسوس قرآن کی یہ تنبیہات اُن کے کام نہ آئیں۔

وَ اِذۡ نَجَّیۡنٰکُمۡ مِّنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ یَسُوۡمُوۡنَکُمۡ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ یُذَبِّحُوۡنَ اَبۡنَآءَکُمۡ وَ یَسۡتَحۡیُوۡنَ نِسَآءَکُمۡ ؕ وَ فِیۡ ذٰلِکُمۡ بَلَآءٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ عَظِیۡمٌ ﴿۴۹﴾ اور ہمارے احسان وانعام

نفس کو ڈر، خوف، گھبراہٹ اور مایوسی سے بچا کر شدید تکالیف اور مصائب برداشت کرتے ہوئے اپنے موقف پر جمائے رکھنا ہے۔ ایک نبی کی حاملِ کتاب امت ہونے کے ناطے وہ نماز اور صبر کو جانتے تھے۔ مزید کہا گیا کہ مانا کہ یہ سب کچھ آسان نہیں مگر انجام کار اگر اپنے رب سے ملاقات کا پکا یقین ہو تو یہ تمھارے لیے کیا مشکل ہے؟

۱۰۰ موجودہ مسلمان قوم اور بگڑی ہوئی انبیاء کی امتوں کی مانند اُن کا یہی خیال تھا کہ وہ موسیٰؑ کی امت اور ابراہیمؑ و اسحاقؑ کی اولاد ہونے کے ناطے سارے گناہوں کے باوجود بچا لیے جائیں گے، اگر آگ میں ڈالے بھی گئے تو بس چند روز۔ فرمایا جارہا ہے کہ جان لو کوئی کسی کے ذرا کام نہ آئے گا، نہ کسی کی طرف سے سفارش قبول ہوگی۔

کا وہ موقع بھی پیشِ نظر رہے، جب ہم نے تم کو فراعینِ مصر کی غلامی سے نجات بخشی۔ اُنہوں نے تمھیں بد ترین عذاب میں مبتلا کر رکھا تھا، تمھارے بیٹوں کو توذبح کرتے تھے اور تمھاری لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے، اور یہ حالات تمھارے پروردگار کی طرف سے تمھارے لیے بڑی آزمائش تھے ○ وَ اِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَ اَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ پھر جب تم اِن کی غلامی سے نکل بھاگے تو ہم نے سمندر پھاڑ کر تمھارے لیے راستا بنایا، اور اُس میں سے تمھیں بخیریت گزروادیا، پھر اُسی رستے پر تمھاری نظروں کے سامنے فرعون اور اُس کی فوجوں کو سمندر میں غرق کر دیا ○

وَ اِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۱﴾ اور یاد کرو، جب ہم نے موسیٰؑ کو ایک طے شدہ چالیس روزہ پروگرام کے لیے بُلایا، تو اس کے پیچھے تم نے بچھڑے کی پرستش کو اپنا لیا۔ اُس وقت تم نے اس شرکیہ فعل کے ذریعے اللہ کے ساتھ بڑی ہی بے وفائی کی تھی ○ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۲﴾ مگر معافی طلب کرنے پر ہم نے اس ظلم پر بھی تمھیں معاف کر دیا اس توقع پر کہ تم شکر گزار بنو گے ○ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۳﴾ یاد کرو، اُس چالیس روزہ پروگرام کے ایام میں جب ایک جانب تم یہ ظلم کر رہے تھے ہم نے حق و باطل [جاہلیہ] کو واضح کرنے والی کتاب تورات موسیٰؑ کو عطا کی تاکہ تم ہدایت حاصل کرو ○

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ؕ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾ یاد کرو جب اُس چالیس روزہ پروگرام سے موسیٰ تورات لیے ہوئے پلٹا، تو اُس نے اپنے گم راہ لوگوں سے کہا کہ "اے میری قوم کے لوگو، تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنے اُوپر بڑا ظلم کیا ہے، لہٰذا تم لوگ اپنے پیدا کرنے والے کی طرف معافی کے لیے ندامت سے پلٹو اور اس معافی اور ندامت کے اظہار کے لیے، اپنے اُن لوگوں کو خود قتل کرو[101]"، جو اس ظلم [شرک]

---

۱۰۱ موسیٰؑ جب چالیس شبانہ روز کے لیے اللہ تبارک تعالیٰ کی ہدایت پر تعلیم و تربیت حاصل کر کے کوہِ طور سے

کے مجرم بنے۔ یہ فیصلہ ہے تمھارے پیدا کرنے والے کی جانب سے، یہی تمھارے لیے بہتر ہے۔ جب تم لوگوں نے ایسا ہی کیا تو اللہ نے تمھاری توبہ قبول فرمائی۔ بلاشبہ، وہ بڑا معاف کرنے والا اور مسلسل رحم کرنے والا ہے ○

وَ اِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰی نَرَی اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ اے اولادِ یعقوبؑ اپنی کارستانیوں کے ضمن میں یہ بھی یاد کرو جب تم نے موسیٰؑ سے کہا تھا کہ ہم تمھاری بات کا ہرگز یقین نہ کریں گے، جب تک اپنی آنکھوں سے اعلانیہ اللہ کو تم سے بات کرتے نہ دیکھ لیں۔ پس اس بے ہودہ مطالبے پر فوراً ہی ایک زبردست کڑک و چمک نے تم کو آلیا۔ جس کو تم دیکھتے ہی مردہ ہو کر رہ گئے ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ مگر پھر تمھاری اِس موت کے بعد ہم نے تمھیں زندہ کیا، شاید کہ ہماری قدرت کے اس مشاہدے کے بعد تم آیندہ زندگی میں شکر گزاری اختیار کرو ○

وَ ظَلَّلْنَا عَلَیْكُمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰی ؕ كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَ مَا ظَلَمُوْنَا وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾ اور ہمارے احسانات کا کیا ٹھکانا، آلِ فرعون سے نجات کے بعد صحرا نوردی میں ہم نے تم پر بادلوں کا سایہ مہیا کیا اور من و سلویٰ جیسی بہترین لذیذ و قوت بخش غذا تمھارے لیے فراہم کی اور تمھیں اذنِ عام دیا کہ یہ جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمھیں عطا کی ہیں، اُنھیں کھاؤ، مگر موسیٰ کے ہم راہ بنی اسرائیلیوں نے جس ناشکری اور نافرمانی کا مظاہرہ کیا، وہ تمھاری تاریخ کا ایک تاریک باب بن گیا، ہمارا کچھ نہ بگاڑا، بلکہ انہوں نے خود اپنے ہی اُوپر ظلم کیا ○

واپس پلٹے تو دیکھا کہ شرک کے رسیا کچھ لوگوں نے بچھڑے کو معبود بنا کر پوجنا شروع کر دیا تھا۔ قوم کے مختلف گروہوں اور قبیلوں کے سرداروں کے ذمے یہ لگایا گیا کہ وہ اپنے درمیان اُن آدمیوں کو جنھوں نے یہ ارتکابِ شرک کا جرم کیا ہے سر قلم کر دیں، یہ حکم اللہ تعالیٰ کی جانب سے تھا۔ اس واقعے کے وقوع پر یہود، عیسائی اور مسلمان سب متفق ہیں۔

یہود کی ڈھٹائی سے اللہ کی نافرمانی

یہود بڑے پاک باز بنے اوس و خزرج کے سادہ لوح مسلمانوں کو ہر روز اپنے نبیوں کے خاندان اور اہلِ بیت ہونے کے طعنے دیتے اور کہتے کہ جنت میں جانا ہے تو محمد (ﷺ) کا دامن نہیں ہمارا دامن تھامو۔ اللہ تعالیٰ نے اِن کی ساری پاک دامنی اور نبیوں کی نسل سے ہونے کا غرور، اِن کا کچا چٹھا کھول کر صاف بیان کر دیا۔

بنو اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے ہر طرح سے نوازا، لیکن غلامی نے اُن کے ضمیر کو شرک کے خوگر ہونے کے ساتھ اتنا عیش پسند، احساس کہتری کی بیماری، مرعوبیت، ڈر اور خوف کا مارا بنا دیا تھا کہ وہ اعلیٰ اخلاقی اوصاف سے تہی داماں ہو گئے تھے، غلامی میں بے ضمیری اسی طرح گل کھلاتی ہے۔ نکلنے کو تو موسیٰؑ کے ہم راہ صحرا میں آ گئے، مگر بادلوں کے سائے تلے ایر کنڈیشنڈ جیسا ماحول، پرندوں کا لذیذ گوشت اور من و سلویٰ کے میٹھے کھانے، کوئی چیز بھی اُنھیں اللہ کے شکر پر آمادہ نہ کر سکی۔ کبھی بچھڑے کو معبود بنا لیتے، کبھی لہسن پیاز اور ترکاریوں کی فرمائش کرتے، جہاد کے لیے نکلنے کو کہا جاتا تو کہتے کہ اے موسیٰؑ تو جا اور تیرا رب جائے، ہم تو یہیں بیٹھے ہیں! اللہ سے مغفرت کی دعا مانگنے کے لیے کہا گیا تو لگے موسیٰؑ کا مذاق اُڑانے کہ اے موسیٰؑ مغفرت نہیں، گیہوں چاہیے اور گیہوں گیہوں کی رٹ لگا لی!

وَ اِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ پھر یاد کرو اس امن کے سائے اور لذیذ غذاؤں کے باوجود تمھاری روز روز کی نئی نئی فرمائشوں پر جب ہم نے تم سے کہا کہ یہ جو ایک بستی تمھارے قریب ہی ہے اس میں چلے جاؤ، وہاں تمھیں یہ سہولت ہو گی کہ جو کچھ جہاں کہیں سے چاہو بافراغت کھانا پینا مگر شرط یہ ہے کہ بستی کے دروازے میں اللہ کے سامنے سجدے کرتے ہوئے اور یہ دعائیہ الفاظ "حِطَّةٌ" یعنی کہ اے رب! ہمارے گناہ بخش دے کہتے ہوئے داخل ہونا، ہم تمھاری خطائیں معاف فرما دیں گے اور محسنین [بڑھ چڑھ کر نیکی کرنے والوں] کو مزید نوازیں گے ○ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾ پھر بنی اسرائیل میں سے ظالموں نے اس

بات کو جوان سے کہی گئی تھی بدل کر کچھ اور [102] کر دیا۔ آخر کار ان کی اس نافرمانی کے سبب، جو وہ کر

٥٩ رہے تھے، ہم نے ظلم کرنے والوں پر آسمان سے عذاب نازل کیا ○ ٥٩

وَ اِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَ لَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿٦٠﴾ اور یاد کرو، جب موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لیے پانی کی دعا کی تو ہم نے کہا کہ اپنی لاٹھی پتھر پر مارو۔ چناں چہ جب موسیٰ نے لاٹھی پتھر پر ماری تو اُس سے بارہ چشمے جاری ہو گئے اور بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں میں سے ہر ایک نے اپنا اپنا گھاٹ متعین کر لیا۔ اُس موقع پر یہ ہدایت کر دی گئی تھی کہ اللہ کا دیا ہُوا رزق کھاؤ پیو، اور مفسد بن کر زمین میں فساد نہ پھیلانا۔ ○

وَ اِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَ قِثَّآئِهَا وَ فُوْمِهَا وَ عَدَسِهَا وَ بَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَ الْمَسْكَنَةُ ۗ وَ بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿٦١﴾ اور یاد کرو، جب اسی صحرا نوردی کے دوران مستقل من وسلویٰ ملنے پر تم نے کہا کہ اے موسیٰ! ہم ایک ہی قسم کے کھانے پر صبر نہیں کر سکتے۔ اپنے رب سے ہمارے لیے دُعا کرو کہ ہمارے لیے زمین کی پیداوار سبزیوں، ککڑیوں، گیہوں، لہسن، پیاز، دال وغیرہ نکالے۔ تو موسیٰؑ نے کہا کہ کیا ایک بہتر چیز کے بجائے تم کم تر درجے کی چیزیں لینا چاہتے ہو؟ اچھا، کسی شہری آبادی میں جاؤ، وہاں تمھاری طلب کردہ تمام چیزیں مل جائیں گی۔ زمانے کے گزرنے کے ساتھ ذلّت وخواری اور پستی وبد حالی اُن پر مسلط کر دی

۱۰۲ ایسے بد قماش اور اللہ سے بے خوف تھے کہ حِطَّةٌ کے بجائے حِنْطَةٌ یعنی گیہوں گیہوں کہتے ہوئے داخل ہوئے۔ یہ اللہ کے ساتھ ایک مذاق تھا۔ آج مسلمان قوم میں ہمیں بے شمار لبرل، سیکولر اور مغرب کے مارے ایسے لوگ مل جائیں گے جو مولویوں، آیاتِ الٰہی، جنت، دوزخ، حوروں، فرشتوں سمیت اللہ کا مذاق اڑانے میں کسی طرح مذکورہ بنو اسرائیلیوں سے کم نہیں ہیں۔ ہر دور میں جاہلوں کی ایک ہی جیسی سرشت رہی ہے اور یہ اِن لوگوں کی نحوست ہے کہ آج شرق سے غرب تک مسلم امہ، تباہی وبربادی کی ایک تصویر ہے۔

گئی اور وہ اللہ کے غضب میں گھر گئے۔ اِن کا یہ حشر اس سبب سے ہوا کہ: وہ تورات میں بیان کی گئی اللہ کی آیات کا قولی اور عملی انکار کرنے لگے اور مختلف زمانوں میں اُن کی اصلاح کے لیے مبعوث ہونے والے پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے رہے۔ خود اُن کی یہ روش منطقی نتیجہ تھا اُن کی ناشکری اور نافرمانیوں کا اور اعتقادی، فکری اور عملی معاملات میں حدودِ اعتدال سے نکل جانے کا ○ ۶۱ع ۷

کیا نیک اعمال کے ذریعے یہود و نصاریٰ کی بخشش ممکن ہے

قرآن کے اس بیان سے کہ "رسولوں پر ایمان لانے والے خواہ وہ یہودی ہوں، عیسائی یا صابی، جو بھی اللہ اور آخرت پر ایمان لایا اور نیک عمل کیے، اُس کا اجر اُس کے رب کے پاس محفوظ رہا ہے" بہت سے لوگوں کے لیے الجھن کا سبب رہا ہے۔ جو شخص غیر جانب داری سے قرآن کا مطالعہ کرے گا یا کر چکا ہے وہ جان سکتا ہے کہ پورا قرآن، جس ایک مرکزی مضمون کے گرد ہر ایشو کو گھماتا ہے وہ یہ ہے کہ نبی ﷺ کی بعثت کے بعد آخرت کی نجات کے لیے صرف اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان کافی نہیں، محمد ﷺ کی رسالت اور قرآن کو اللہ کی کتاب تسلیم کرنا بھی ضروری ہے۔ آخر یہ کیسے ممکن ہے کہ پوری ضخیم کتاب ایک جانب رہ نمائی کر رہی ہو اور ایک فقرہ بالکل اُس کی مخالف سمت میں اشارہ کرے۔ ہم نے ذیل میں دیے گئے مفہوم میں اُس چھپے ماحول کو ترجمے کے ساتھ کچھ اضافی الفاظ کے ذریعے کھول دیا ہے، جس میں نزول کے وقت اعتراضات اپنے جواب مانگ رہے تھے۔ یہود کا دعویٰ آج کے مسلمانوں کی طرح یہ تھا کہ نجات کے لیے تو بس یہودی ہونا ضروری ہے خواہ اعمال ہمارے کیسے ہی کیوں نہ ہوں، اسی طرح نصاریٰ کا دعویٰ تھا کہ نجات تو بس عیسائیوں ہی کی ممکن ہے خواہ اُن کے اعمال کتنے ہی خراب کیوں نہ ہوں۔ جواب دیا گیا کہ ہر دور میں جو ایمان کے تقاضے تھے وہ یکساں تھے ہر دور میں اعمال صالحہ لازمی شرط رہی خواہ وہ یہود کے انبیا علیہم السلام کا دور ہو یا مسیح علیہ السلام کے حواریوں کا اور آج محمد ﷺ کے ماننے والوں کا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَادُوْا وَ النَّصٰرٰى وَ الصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾

نجات کا ضابطہ جو کل تھا وہی آج ہے، جو آج اللہ کے رسول محمدؐ کے ساتھ ایمان کا علم اُٹھائے

ہوئے ہیں یا گزرے وقتوں میں رسولوں پر ایمان لانے والے خواہ وہ یہودی ہوں، عیسائی یا
صابی[103]، جو بھی اللہ اور آخرت پر ایمان لایا اور نیک عمل کیے، اُس کا اجر اُس کے رب کے پاس
محفوظ رہا ہے[104]۔ روزِ قیامت اُن میں سے کسی کے لیے کوئی خوف اور رنج نہ ہوگا ○ وَ اِذْ اَخَذْنَا
مِیْثَاقَكُمْ وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَاۤ اٰتَیْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّ اذْكُرُوْا مَا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ
تَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ اے بنو اسرائیل! اور یاد کرو وہ وقت، جب ہم نے تم سے عہد لیا تھا، اس حالت
میں کہ طور [پہاڑ] کو تمھارے سروں کے اوپر معلق کیا ہوا تھا اور کہا تھا کہ اس کتاب کو مضبوطی
سے تھامو، جو ہم تمھیں دے رہے ہیں اور جو بھی احکام و ہدایات اور تذکیر و مواعظ اس میں
درج ہیں انھیں یاد رکھنا کہ اسی طرح توقع ہے تمھارے اللہ کے غضب سے بچ جانے کی ○ ثُمَّ
تَوَلَّیْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ
﴿۶۴﴾ پھر اِس کے بعد گزرتے زمانے کے ساتھ تم اپنے عہد سے پھر گئے۔ اگر اللہ کا فضل اور
اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم کبھی کے تباہ و برباد، خاسر و خوار ہو چکے ہوتے ○
وَ لَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِیْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِی السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕیْنَ ۚ
﴿۶۵﴾ اے بنی اسرائیلیو! اور یقیناً تمھیں اُن لوگوں کا قصّہ معلوم ہی ہے، جو تم ہی میں سے تھے
اور جو سبت کے معاملے میں اللہ کی قایم کردہ حدود میں نہ رہے اور عبادت والے دن کی بے حرمتی
کی[105]۔ اس جرم کی سزا ہم نے یہ دی کہ ہم نے اُن کے لیے یہ کہہ کر کہ ذلیل بندر بن جاؤ، اُنھیں

---

۱۰۳ ایک قدیم مذہبی فرقہ جو موجودہ زمانے میں ناپید ہے مگر نزولِ قرآن کے وقت موجود و معروف تھا۔

۱۰۴ یہ بات صاف بتائی جا رہی ہے کہ دین کبھی بھی کسی خاندان کی اجارہ داری نہیں رہا، نہ کل نہ آج، جو بھی جب بھی اللہ اور آخرت پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے اُس کا اجر اللہ کے پاس ہے۔ یہ یہود کے اس زعمِ باطل کے جواب میں ہے کہ دنیا میں ہدایت اور آخرت میں جنت صرف اہلِ بیتِ اسحاق علیہ السلام [بنی اسرائیل/یہود] کے لیے وقف ہے، اہلِ بیت سے باہر یہ ہو ہی نہیں سکتی، ظاہر ہے کہ بنو اسرائیل کا یہ زُعم باطل تھا اور ایک سفیہانہ بات تھی۔

۱۰۵ یومِ سبت، ہفتے [Saturday] کا دن یہود کے لیے عبادت کا دن مقرر تھا، جس دن کسی معاشی، تفریحی یا

بندر بنا دیا ﴿ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهَا وَ مَا خَلْفَهَا وَ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ ﴿٦٦﴾- اس طرح ہم نے اُن کو اُس زمانے کے لوگوں کے لیے بھی اور بعد کی آنے والی نسلوں کے لیے بھی نمونہ عبرت اور اللہ سے ڈرنے والے متقی لوگوں کے لیے نصیحت بنا چھوڑا ○

گائے کا قصہ

یہاں سے گائے کا قصہ شروع ہوتا ہے۔ یہ قصہ خود بنو اسرائیل کے کرتوتوں پر سے پردہ اُٹھاتا ہے اور اہلِ مدینہ کے سامنے اِن کی پاک دامنی اور علمیت کے مقابلے میں اِن کی داغ دار شخصیتوں کا بھانڈا پھوڑنے کے ساتھ اِن کی نسل در نسل جہالت کا بھی پردہ چاک کرتا ہے۔ تمام اہلِ کتاب امتوں میں ایسا ہی ہوتا ہے اور اِس مرض سے امتِ مسلمہ کو بھی نہیں بچنا تھا اور نہ بچی، یہ مرض جب عام ہو جائے تو ایسے لوگوں کو شرم دلانی چاہیے کہ یہ تمھارے کرتوت ہیں اور یہ تمھاری تاریخ ہے۔

دنیاوی سرگرمی میں مشغول ہونا ممنوع تھا۔ بنو اسرائیل کا ایک گروہ جو سمندر کے ساتھ آباد تھا مختلف حیلوں بہانوں سے وہ اس پابندی کو توڑا کرتا تھا۔ اُن کی آزمایش کے لیے ہفتے کے دن مچھلیاں سطحِ آب پر بکثرت آجاتی تھیں اور اُن کو شکار کے لیے للچاتی تھیں، جب کہ ہفتے کے دوسرے دنوں میں شکار مشکل سے ملتا تھا۔ اُنھوں نے گڑھے کھود کر اُن میں نالیاں نکال لیں، ہفتے کے دن ان نالیوں سے پانی کے ساتھ مچھلیاں گڑھوں میں آجاتیں، ہفتے کے دن مچھلیوں کو یہ ہاتھ تک نہ لگاتے مگر ہفتے کے دن اُن کے آجانے کے بعد نالیاں بند کر دیتے اور اگلے دن مچھلیاں پکڑ لیتے۔ اِن کا گمان تھا کہ اللہ کو دھوکہ دے رہے ہیں، اِن کی مثال ایسے ہی جھوٹ اور فریب کی ہے جیسے آج کے دور کی مسلمان امت خرید و فروخت، جایداد کی تقسیم، معاشی معاہدوں، نکاح و طلاق سے لے کر بین الاقوامی تجارت اور معاہدوں جیسے سارے معاملات میں اپنی پوری "ایمان داری و دیانت داری" کے ساتھ قسمیں کھا کھا کر اللہ کے ساتھ دھوکے بازی میں ملوث ہے۔ اللہ نے بنو اسرائیل کے اِس گروہ کو اُن کے اس جرم کی سزا میں بندر بنا دیا تھا۔ آج پھر وہی اللہ کی سنت جاری ہے؛ اِس دور کی اہلِ کتاب قوم کیرکٹر (character) میں جانوروں سے بدتر بنا دی گئی ہے، جو اپنوں پر غُرّاتی اور غیروں کے آگے دم ہلاتی ہے۔ اگر ایک بڑی فضیلت والی اُمّت کے ساتھ عبرت و تنبیہ کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے کوئی رعایت نہیں کی تو وہ آج کتابِ الٰہی کی علم بردار اُمّت کو کیوں بے لگام چھوڑ دے۔ فاعتبروا یااولی الابصار!

یہود کی شریعت میں قسامہ [قسم کھانے] کا ایک طریقہ رائج تھا کہ اگر قاتل کا پتہ نہ چلے تو مقام قتل کے قرب وجوار کے سر کردہ لوگوں کو جمع کیا جاتا اور اللہ کے نام کی قربانی کی جاتی اور وہاں لاش کے قریب کھڑے ہو کر سر کردہ لوگ قتل سے اپنی واقفیت یا ناواقفیت کے بارے میں قسمیہ بتاتے۔ اللہ تعالیٰ اس طریقے کے ذریعے قتل تک پہنچنے کا کوئی وسیلہ پیدا فرما دیتے۔ اِس مرتبہ موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق گائے کی قربانی کے لیے کہا یہود اپنی طبع کے مطابق بہانے تراش کر ایسے سوالات کرتے رہے کہ کسی جواب کی آڑ میں وہ قربانی سے بچ جائیں کیوں کہ وہ جو کچھ چھُپا رہے تھے اُسے اللہ نے ظاہر کر دینے کا فیصلہ کر لیا تھا، وہ خود ہی اپنے جال میں پھنس گئے، بہ یک وقت تین امور انجام پائے:

- اوّلاً وہ مقدس گائے جو اُنھیں محبوب تھی قربان کرنا پڑی جسے ذبح کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے تھے اس طرح شرکیہ عقیدہ ٹوٹا۔
- ثانیاً گائے کے پارچے سے ضرب کھا کر اللہ کے حکم سے مقتول نے لمحوں کے لیے زندگی پائی اور قاتل کا نام بتا دیا جس کو وہ چھپانا چاہتے تھے۔
- ثالثاً یہ کہ زندگی بعد موت کے بارے میں جو ابہام کسی کے ذہن میں تھا کہ اللہ مرے پیچھے کس طرح زندہ کر سکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے مشاہدہ کرا دیا کہ کیسے: كَذٰلِكَ يُحۡىِ اللّٰهُ الۡمَوۡتٰى وَيُرِيۡكُمۡ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۷۳﴾ اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کرے گا اور تمھیں نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھ سکو۔

وَاِذۡ قَالَ مُوۡسٰى لِقَوۡمِهٖۤ اِنَّ اللّٰهَ يَاۡمُرُكُمۡ اَنۡ تَذۡبَحُوۡا بَقَرَةً ؕ قَالُوۡۤا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ اَنۡ اَكُوۡنَ مِنَ الۡجٰهِلِيۡنَ ﴿۶۷﴾ اے قومِ یہود، نبیوں کے ساتھ کٹ حجتی تمھارا وطیرہ رہی ہے، ذرا ایک قتل کے تنازعے کی تحقیقات کا وہ واقعہ تو یاد کرو جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو۔ تو انھوں نے کہا کہ تم کیوں ہم سے مذاق کرتے ہو؟ موسیٰؑ نے کہا: میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں جاہلوں کی طرح اللہ کے نام پر جھوٹی باتیں کر کے اُن میں شمار کیا جاؤں ○ قَالُوا ادۡعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنۡ لَّنَا مَا هِىَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوۡلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ

لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۸﴾ اُنھوں نے کہا: اچھا، اپنے رب سے ہمارے لیے درخواست کیجیے کہ وہ ہمیں اس گائے کا کچھ حلیہ بتائے۔ موسیٰؑ نے کہا: اللہ کا ارشاد ہے کہ وہ ایسی گائے ہونی چاہیے جو نہ بوڑھی ہو نہ بچھیا، بلکہ درمیانی عمر کی ہو۔ لہٰذا جو حکم دیا گیا ہے اُس کو بجالاؤ ○ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ﴿۶۹﴾ اُنھوں نے کہا: اپنے رب سے ہمارے لیے یہ اور معلوم کر دیں کہ اُس کا رنگ کیسا ہونا چاہیے؟ موسیٰ نے بتایا کہ وہ فرماتا ہے کہ گائے شوخ سنہری رنگ کی ایسی ہونی چاہیے، کہ دیکھنے والوں کا جی خوش ہو جائے ○ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ؕ وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۷۰﴾ کہنے لگے اپنے رب سے ہمارے لیے بالکل وضاحت سے دریافت کر کے بتاؤ کہ وہ گائے کیسی ہونی چاہیے، ہم تو مطلوب گائے کے معاملے میں بڑی غیر یقینی صورت سے دوچار ہیں۔ اللہ نے چاہا تو ہم اس کا سراغ لگالیں گے ○

سوال در سوال اور بال کی کھال

اگلی آیہ مبارکہ میں یہود کے علما کے ایک بے ہودہ مرض کی طرف اشارہ ہے کہ وہ سوال در سوال اور بال کی کھال اُتارتے تھے۔ یہ مرض خود اُن کو اس طرح گھیرتا رہا کہ اُن کا معاملہ مشکل سے مشکل تر ہو کر اُنھیں اُس نام نہاد مقدس گائے تک لے آیا جس کو وہ بہت عزیز رکھتے تھے۔ اہلِ کتاب امتوں میں یہ مرض لوگوں کے معاملات کو مشکل بناتا ہے، جب کہ دین کا بنیادی اصول یہ ہے کہ یسّرو ولا تعسّرو آسانی پیدا کرو نہ کہ مشکل! یہ فقہ کا ایک بنیادی کلیہ ہے کہ لوگوں کو آسان قوانین بتائے جائیں اور اُن پر اُن سے عمل درآمد کا مطالبہ کیا جائے۔

قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ؕ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ؕ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۱﴾ موسیٰؑ نے جواب دیا: اللہ کہتا ہے کہ وہ ایسی گائے ہے جس سے کام نہیں لیا جاتا، وہ نہ زمین میں ہل چلاتی ہے نہ پانی کھینچتی ہے، صحیح سالم اور بے داغ ہے۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ ہاں، اب تم نے ٹھیک بات بتائی ہے۔ پھر

۸۶ اُنھوں نے اُسے ذبح کیا، اگرچہ وہ ذبح کرنے والے لگتے نہ تھے ۝ ۸۶
وَ اِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِیْهَا ؕ وَ اللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۷۲﴾ اور یاد کرو وہ واقعہ جب تم نے ایک شخص کو قتل کر ڈالا، پھر اُس کے بارے میں جھگڑنے اور ایک دوسرے کو الزام دینے لگے تھے اور جو کچھ تم چھپا رہے تھے اُسے اللہ ظاہر کر دینے والا تھا ۝ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ یُحْیِ اللّٰهُ الْمَوْتٰی ۙ وَ یُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۳﴾ اُس موقع پر ہم نے کہا کہ اِس مقتول کی لاش کو مذکورہ ذبح شدہ گائے کے گوشت کے ایک پارچے [ٹکڑے] سے مارو، پھر دیکھو، وہ قاتل کا نام بتانے کے لیے زندہ ہو جائے گا۔ اسی طرح اللہ مُردوں کو زندہ کرے گا[106] اور تمھارے اس مشاہدے سے تمھیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم ہماری آیات سمجھ سکو ۝ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِیَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَ اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا یَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا یَشَّقَّقُ فَیَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا یَهْبِطُ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ پھر اس واقعے کے بعد، یہ نشانی دیکھنے کے باوجود تمھارے دل سخت ہو گئے، پتھروں کی مانند، بلکہ سختی میں کچھ ان سے بھی زیادہ کہ پتھروں میں سے تو بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جن سے نہریں پھوٹ نکلتی ہیں، اور بے شک اِن میں کچھ ایسے بھی ہیں جو پھٹ جاتے ہیں اور ان سے پانی نکل آتا ہے، اور بے شک اِن میں کچھ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے ڈر اور خوف سے لڑھک کر گر جاتے ہیں۔ اللہ تمھارے اعمالِ بد سے غافل نہیں ہے ۝

یہود کے علماء کی دین فروشی

مدینے میں سادہ لوح عوام کو بے وقوف بنانے والے صاحبان جبہ و دستار، جو ایک عرصے سے ایک نبی کی آمد کا ڈھنڈورا پیٹ رہے تھے، نبی ﷺ کے سامنے آتے ہی بدک گئے اور آپؐ کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اِن بے چاروں کی مجبوری یہ تھی کہ دین فروشی اِن کا پیشہ تھا۔ شریعت یہ تصنیف کرتے تھے،

---

۱۰۶ جس طرح کہ اللہ نے مقتول کو تمھارے سامنے قاتل کا نام بتانے کے لیے پورے عقل و حواس کے ساتھ زندہ کیا اور اُس نے اپنی لوٹائی ہوئی یادداشت سے قاتل کا نام بتا دیا۔

لوگوں کے من پسند ظالمانہ معاشی اور معاشرتی طریقوں کو یہ دین کی سندِ جواز دیتے۔ فرقہ بندی، تعویذ گنڈے، جن اتارنا، جادو کرنا اور جادو توڑنا اِن کے ذرائع آمدنی تھے۔ قرآن نے کہا کہ اُن لوگوں کے لیے ہلاکت اور تباہی ہے جو اپنے ہاتھوں سے شریعت تصنیف کرتے ہیں پھر دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آئی ہوئی بات ہے تاکہ اس کے معاوضے میں تھوڑا سا فائدہ حاصل کر لیں۔ اُن کے ہاتھوں کے لکھے ہوئے یہ فتوے ان کے لیے ہلاکت کا سامان ہیں اور اُن کی یہ کمائی بھی ان کے لیے تباہی ہے۔

اَفَتَطۡمَعُوۡنَ اَنۡ یُّؤۡمِنُوۡا لَکُمۡ وَ قَدۡ کَانَ فَرِیۡقٌ مِّنۡهُمۡ یَسۡمَعُوۡنَ کَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ یُحَرِّفُوۡنَهٗ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا عَقَلُوۡهُ وَ هُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۷۵﴾ اے مسلمانو! کیا تم یہ توقع رکھتے ہو کہ یہ یہود تمھاری دعوت اسلام پر ایمان لے آئیں گے جب کہ ان میں سے عقل و فہم والے ایک گروہ کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ اللہ کے کلام کو سنتے اور خُوب سمجھتے ہیں پھر ایک منصوبے کے تحت اس میں تحریف کرتے ہیں ○ وَ اِذَا لَقُوا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قَالُوۡۤا اٰمَنَّا ۚۖ وَ اِذَا خَلَا بَعۡضُهُمۡ اِلٰی بَعۡضٍ قَالُوۡۤا اَتُحَدِّثُوۡنَهُمۡ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیۡکُمۡ لِیُحَآجُّوۡکُمۡ بِهٖ عِنۡدَ رَبِّکُمۡ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۷۶﴾ اور اس گروہ کے افراد، جب ہمارے رسول محمدؐ پر ایمان لانے والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو ایمان لائے ہوئے ہیں، اور جب آپس میں ایک دوسرے سے تنہائی میں ملاقات ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ کیا بے وقُوفی ہے کہ تم ان لوگوں کو وہ باتیں بتاتے ہو جو اللہ نے تم کو بتائی ہیں! کیا تمھیں عقل نہیں کہ مسلمان تمھارے رب کے سامنے ان باتوں کو تمھارے خلاف دلیل کے طور پر پیش کریں گے؟ ○ اَوَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ اَنَّ اللّٰهَ یَعۡلَمُ مَا یُسِرُّوۡنَ وَ مَا یُعۡلِنُوۡنَ ﴿۷۷﴾ اللہ فرماتا ہے: کیا یہ یہود اتنی بات نہیں جانتے ہیں کہ جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں، اللہ کو سب باتوں کی خبر ہے ○

یہودی عوام کی دینی حالت

علماء کا جو حال تھا سو تھا، عوام کا معاملہ یہ تھا کہ اللہ کی بھیجی ہوئی کتاب کا کوئی علم نہیں رکھتے تھے اور کتابِ الٰہی کو اپنی آرزوؤں کا مجموعہ سمجھتے تھے۔ یہ یقین کر لیا تھا کہ جنت اُن کی پکی ہے اُن کے نبی پوری امت کی شفاعت کرا لیں گے، نہیں تو جن ولیوں اور پیروں کی نذر نیاز کرتے ہیں وہ اِن کو بچا لیں

گے، دوزخ میں اگر گئے بھی تو بس چند دن، کتاب کو پڑھنا سمجھنا ہمارا کام نہیں یہ تو بس کاہنوں کا کام ہے!! ہر دور کے عوام کالانعام کا ایک ہی معاملہ رہا ہے، ساری دنیا میں یہی حال آج مسلمان عوام کا ہے جس کی سزا یہ ہے کہ پوری امت ذلت ورُسوائی کا شکار ہے۔

وَمِنۡهُمۡ اُمِّيُّوۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ الۡكِتٰبَ اِلَّاۤ اَمَانِىَّ وَاِنۡ هُمۡ اِلَّا يَظُنُّوۡنَ ﴿۷۸﴾ ان یہود میں ایک دوسرا گروہ اَن پڑھ اور لاعلم امیّوں کا ہے، جو آسمانی کتاب کا کوئی علم نہیں رکھتے، کتابِ الٰہی کو صرف اپنی آرزوؤں کا مجموعہ سمجھ بیٹھے ہیں اور محض وہم و گمان کی پیروی کرتے ہیں ○ فَوَيۡلٌ لِّلَّذِيۡنَ يَكۡتُبُوۡنَ الۡكِتٰبَ بِاَيۡدِيۡهِمۡ ثُمَّ يَقُوۡلُوۡنَ هٰذَا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ لِيَشۡتَرُوۡا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيۡلًا‌ؕ فَوَيۡلٌ لَّهُمۡ مِّمَّا كَتَبَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ وَوَيۡلٌ لَّهُمۡ مِّمَّا يَكۡسِبُوۡنَ ﴿۷۹﴾ پس ہلاکت اور تباہی ہے اُن صاحبانِ علم لوگوں کے لیے جو اپنے ہاتھوں سے شریعت تصنیف کرتے ہیں پھر اَن پڑھ اور لاعلم لوگوں کے سامنے دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آیا ہوا ہے تاکہ اس کے معاوضے میں تھوڑا سا فائدہ حاصل کرلیں ۔ اُن کے ہاتھوں کی یہ تحریریں[۱۰۷] ان کے لیے ہلاکت کا سامان ہیں اور دین فروشی سے حاصل اُن کی یہ کمائی بھی ان کے لیے تباہی ہے ○ وَقَالُوۡا لَنۡ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَيَّامًا مَّعۡدُوۡدَةً‌ؕ قُلۡ اَتَّخَذۡتُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ عَهۡدًا فَلَنۡ يُّخۡلِفَ اللّٰهُ عَهۡدَهٗۤ‌ اَمۡ تَقُوۡلُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸۰﴾ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ دوزخ کی آگ ہمیں ہرگز نہیں چھوئے گی سوائے اِس کے کہ گنتی کے چند روز کی سزا مل جائے تو مل جائے ۔ اے نبیؐ اِن سے پوچھو، کیا تم نے اللہ سے کوئی عہد لیا ہے، اگر عہد لیا ہے تو اللہ ہرگز اپنے عہد کی خلاف ورزی نہیں کرے گا۔ یا اصل بات یہ ہے کہ اے یہود! تم اللہ کے ذمے وہ بے سروپا باتیں لگاتے ہو جو خود تمھارے علم میں نہیں ہیں[۱۰۸] ○

بَلٰى مَنۡ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتۡ بِهٖ خَطِيۡٓـئَتُهٗ فَاُولٰٓـئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ‌ۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ

۱۰۷ دنیا کمانے کے لیے لکھے گئے فتوے، دستاویز، خانہ ساز شریعتیں، حکام کے قصیدے، تعویذ اور کتابیں وغیرہ

۱۰۸ یہود کے کاہن اللہ کے ذمے وہ بے سروپا باتیں منسوب کرتے تھے جو اللہ نے نہیں کہی تھیں، مذہب سے دنیاوی مفادات حاصل کرنے اور روزی کمانے والوں کا ہمیشہ ہر مذہب میں ایک جیسا حال رہا ہے۔

﴿۸۱﴾ اے یہود، آخر تمھیں دوزخ کی آگ کیوں نہ جلائے گی؟ ہاں، کیوں نہیں! جس نے بھی
بدی کمائی اور اُس کی برائیوں نے اسے گھیر لیا [وہ برائیوں ہی میں ڈوب گیا، اُسے نکلنے کی کوئی پرواہ
ہی نہیں]، وہ دوزخی ہے اور دوزخ ہی میں وہ ہمیشہ رہے گا[۱۰۹] ○ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ ۚ ھُمۡ فِیۡھَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۸۲﴾ اور جو ایمان لائے اور نیک عمل
کیے وُہی جنتی ہیں، اُس میں وہ ہمیشہ رہیں گے ○ ۹۶ ۹۶

وَ اِذۡ اَخَذۡنَا مِیۡثَاقَ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ لَا تَعۡبُدُوۡنَ اِلَّا اللّٰہَ ۟ وَ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا وَّ ذِی
الۡقُرۡبٰی وَ الۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنِ وَ قُوۡلُوۡا لِلنَّاسِ حُسۡنًا وَّ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ ؕ ثُمَّ
تَوَلَّیۡتُمۡ اِلَّا قَلِیۡلًا مِّنۡکُمۡ وَ اَنۡتُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ ﴿۸۳﴾ یہود کی نافرمانیوں اور اللہ سے بے وفائی
کی تاریخ کے مطالعے میں یہ بھی ضرور پیشِ نظر رہے کہ اسرائیل کی اولاد سے ہم نے ایک میثاق
[معاہدہ، پختہ عہد طے] کیا تھا کہ:...... اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں گے اور

- ماں باپ کی بڑھ چڑھ کر "خدمت وتابع داری کریں گے،

---

۱۰۹ برائی خواہ کتنی ہی بڑی ہو یا چھوٹی، رُک جانے، مداوا کرنے اور ندامت کے ساتھ توبہ کرنے سے مٹ جاتی ہے، اس کے مقابلے میں ایک برائی خواہ چھوٹی ہی کیوں نہ ہو، عادت بن جائے، مستقل کی جائے، اُس کے برے ہونے کا احساس مٹ جائے اور آدمی برائی میں ڈوب جائے تو اُس پر ہمیشگی کا آگ کا عذاب ہو گا؛ یہ برائی کرنے والا ہندو ہو یا مسلمان یا یہودی۔ یہ کلیہ ہے برائی میں ڈوب جانے والے کے لیے۔ قرآن میں دوسری جگہ بیان کیے ہوئے کلیے کے مطابق انجام کار ہر خطا شرک سے ماسوا معاف ہونے والی ہے، برائی میں ڈوب جانے والے کا ایمان باللہ ہمیشہ کم زور ہوتا ہے اور وہ شرک کے سہارے ہی اتنا جری ہوتا ہے کہ برائی میں ڈوب سکے۔

۱۱۰ یہاں رک کر غور کرنے کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے بعد والدین کے حق کا ذکر کیا [اللہُ اکبر] اور محض اُن کے ساتھ نیک سلوک کی بات نہیں کی بلکہ احسان کی بات کی جس کی کوئی حد نہیں ہے، اسی لیے ہم نے "بڑھ چڑھ کر خدمت وتابع داری" کو اس کا موزوں ترجمہ پایا۔

- رشتے داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ نیک سلوک کریں گے،
- لوگوں سے بھلی بات کہیں گے [111]،
- نماز کو قائم کریں گے اور
- زکوٰۃ دیتے رہیں گے،

مگر اے بنی اسرائیل، افسوس تمھاری ایک قلیل تعداد کے سوا سارے ہی اس عہد پر قایم نہ رہے اور اب نبی عربیؐ کے سامنے اسلام کی دعوت سے پھرے ہوئے ہو اور اس دعوت سے منہ موڑنے والوں میں پیش پیش ہو [112]۔ ○

یہود عوام کے مختلف طبقات میں عصبیت

مدینے میں یہودیوں کے تینوں قبائل باوجود نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اور اسلام سے دشمنی کے آپس میں اپنے تعصب کو کبھی ختم نہ کر سکے اور جب بھی اِن میں سے کسی ایک کے خلاف اقدام کیا گیا تو دوسرا کوئی اپنے یہودی بھائیوں کی مدد کو نہیں آیا۔ مسلمان آج اس روّیے کی زندہ تصویر ہیں۔ آج کل [۵ ستمبر ۲۰۱۹ء] انڈیا کشمیر میں مسلمانوں پر شدید ظلم و تشدد کر رہا ہے، پورے انڈیا کے مسلمانوں کو ہندو بنانے کی مہم پر ہے۔ اس صورتِ حال میں سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات کی حکومتیں انڈیا کے وزیرِ اعظم کو،

---

۱۱۱ یہ میثاق کی ایک بہت اہم شق ہے جو ہمیں میثاقوں میں کم ہی دوسری جگہ دکھائی دیتی ہے، یوں یہود سے من جملہ دوسری باتوں کے یہ بھی عہد لیا گیا کہ وہ لوگوں سے شریفانہ طریقے سے بات کریں گے، غصے کو ضبط کریں گے، گالم گلوچ سے پرہیز کے ساتھ سچ اور انصاف کی بات کریں گے، جس کے لیے عفو و در گزر بھی ضروری ہے۔

۱۱۲ یثرب کے یہود اپنے کتابی علم کی بنیاد پر محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی رسالت کو پہچان گئے تھے کہ یہ وہی نبی ہے جس کے وہ منتظر تھے، جس نبی کی جلد آمد کے بارے میں انھوں نے مدینے کے لوگوں کو اتنی شد و مد سے یہ بتایا تھا کہ اُس نبی کے آنے پر وہ مدینے کے تمام لوگوں پر غالب آجائیں گے اور بس وہ آنے ہی والا ہے۔ یہود پر سبقت لے جانے ہی کا جذبہ تھا، جس نے اوس و خزرج کو ایمان قبول کرنے میں پہل کرنے پر آمادہ کیا۔ یہود کا جرم اتنا ہی نہیں کہ وہ اس آیہ مبارکہ میں مذکورہ عہد پر قایم نہ رہے بلکہ یہ آیہ مبارکہ بیان کر رہی ہے کہ اب جب کہ اللہ کا نبی موعود آگیا ہے وہ اُس کی مخالفت میں پیش پیش ہیں، اعراض کر رہے ہیں، منہ موڑ رہے ہیں!

جو گجرات کے ہزاروں مسلمانوں کا قاتل ہے اور دنیا میں مسلمانوں سے اپنی نفرت کے لیے مشہور ہے اپنے ملک کے اعلیٰ ترین سول ایوارڈ سے نواز رہی ہیں۔ قرآن یہود کی آپس میں خوں ریزی اور جھگڑوں کا ذکر کر رہا ہے۔ یہ ذکر اس لیے کیا گیا تھا کہ یہودی شرمائیں اور اپنی روش تبدیل کر کے اپنی کتاب کی طرف سے ہوتے ہوئے اسلام میں داخل ہو جائیں اور اس لیے یہ ذکر کیا گیا تھا کہ تا قیامت مسلمان اس کو پڑھتے رہیں اور یہود کے نقش قدم پر چلنے سے بچتے رہیں۔

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَ لَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَ اَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾ پھر ذرا یاد کرو، ہمارے تمھارے درمیان یہ مضبوط عہد و میثاق بھی طے تھا کہ تم لوگ آپس میں ایک دُوسرے کا نہ خون بہاؤ گے اور نہ ہی ایک دُوسرے کو اپنی بستیوں سے نکالو گے۔ تم نے اس میثاق کی پابندی کا اقرار کیا تھا، اور تم خود اس پر گواہ ہو ○

کتاب کی بعض باتوں پر عمل اور بعض کو ٹھکرانا

اہلِ کتاب گم راہ امتوں کا یہ طرہ امتیاز رہا ہے کہ وہ اپنی پسند کی رسومات کے لیے تو بڑے پکے مذہبی ہوتے ہیں مگر اپنے مفادات اور حرام کی کمائی اور ظالمانہ روّیوں کے خلاف احکامات کو پاؤں کی ٹھوکر سے اڑا دیتے ہیں۔ مسلمان معاشروں میں آپ کو عید الاضحیٰ کے موقع پر ایسے قربانی کرنے والے مل جائیں گے جن کی ساری آمدنی رشوت، کرپشن اور جھوٹ کی ہے۔ نمازی بھی چند مل جائِں گے مگر وزیروں، سیاسی لیڈروں کو چھوڑیے، فرقوں کی مسندوں پر براجمان لوگوں کے درمیان ایک سچا انسان ڈھونڈنا مشکل ہے۔ یہی صورت مدینے میں یہود کی اپنے دین کے ساتھ تھی قرآن اس پر شدید تنقید کرتا ہے اور وارننگ دیتا ہے کہ دین پر جزوی عمل کی اس روش کی بنا پر دنیا میں تمھارے لیے ذلت اور آخرت میں شدید عذاب ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ کی زندگی میں یہ دھمکی مدینے کے یہود پر پوری ہوئی اور آج مسلمان اپنے زخم چاٹ رہے ہیں! کاش ہمیں ہوش آئے۔ آیئے قران کا اس روّیے پر تبصرہ مطالعہ کریں۔

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ تُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ ۡ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ؕ وَ اِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَ هُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ

اِخْرَاجُهُمْ ؕ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٨٥﴾- مگر آج تم ہی ہو، جو آپس میں خوں ریزی کرتے ہو، اپنے ہی ایک طبقے کو ان کی بستیوں سے نکالتے ہو، تعصب، صریح حق تلفی، گناہ و زیادتی کے ساتھ ان کے مخالفین کی مدد کرتے ہوئے اُن کے خلاف محاذ بناتے ہو، اور جب وہ لڑائی میں شکست کھا کر قیدی بنے تمھارے پاس آتے ہیں، تو کتابِ الٰہی میں مذکور قیدیوں کے لیے نیکی اور احسان تمھیں یاد آتے ہیں [113] اور فدیہ دے کر تم اُنھیں چھڑاتے ہو، حالاں کہ تمھارے پاس موجود کتابِ الٰہی کے احکامات کے تحت انھیں اپنی بستیوں سے نکالنا ہی تم پر حرام تھا، تو کیا تم کتاب کے کچھ حصّے کو مانتے ہو اور کچھ حصّے کا انکار کرتے ہو؟ پھر تم میں سے جو لوگ ایسا کریں، ان کی سزا اس کے سوا اور کیا ہے کہ اُن پر دنیا کی زندگی میں ذلت و رسوائی مسلط ہو [114] اور آخرت میں وہ شدید تر عذاب

١١٣ جہاں کتابِ الٰہی کی پیروی کرنا اِن کی عزت اور معاشی مفادات کی ضامن ہو وہ نیک بن جاتے تھے اور جب اُس کی پیروی اِن کو راس نہ آئے اور اِن کے پندارِ نفس اور مفادات کے خلاف ہو تو اُسے پس پشت ڈال دیتے ہیں۔

١١٤ کتاب کے پسندیدہ اور آسان حصے کو ماننا اور باقی کو نظر انداز کر دینا اللہ کے غضب کو دعوت دینا ہے جس کی سزا دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عذاب شدید ہے۔ عبادات کو رسمی طور پر ادا کرنا اور اللہ کی حقیقی بندگی سے کترانا دراصل جزوی طور پر اسلام اور اللہ کی کتاب پر عمل کرنا ہے۔ جزوی اسلام کا سب سے بڑا مظہر یہ ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت [کم و بیش ٦٠، ٧٠ فی صد] عیدین اور جمعہ تو ادا کر لیتے ہیں مگر پانچ فی صد مسلمان بھی پنج وقتہ نماز پابندی سے ادا نہیں کرتے جب کہ نماز کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ کفر اور اسلام کے درمیان فرق کرنے والی ہے۔ اور جو نمازیں چھوڑ دیتے ہیں اُن کے اسلام اور ایمان کا معاملہ اللہ کے حوالے، اللہ اُن کو ہدایت دے اور اسلام کی طرف پلٹ آنے کی توفیق دے۔ جو نمازیں پڑھ لیتے ہیں وہ بھی معاش میں حرام حلال کا خیال نہیں رکھتے، رشتہ داروں [بشمول شوہر بیوی، بچوں اور والدین] کے حقوق کی صحیح طور ادائیگی تو کجا شدید حق تلفی اور ظلم و زیادتی کے مرتکب ہوتے ہیں ، بے ہودہ گانوں، موسیقی، فلموں، ٹی وی، نیٹ کے ذریعے نفسانی جنسی لذتوں کی تسکین، اور شادی بیاہ میں بے ہودگیوں اور ہندوانہ رسومات کے معاملے میں اللہ سے انھوں نے ہر برے کام کرنے کی گویا

کی طرف لوٹائے جائیں؟ اللہ تمھاری اُن حرکات سے بے خبر نہیں ہے، جو تم کرتے رہے ہو!

○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۫ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٨٦﴾ یہی لوگ ہیں، جنھوں نے دنیا کی عارضی زندگی کو آخرت کی دائمی فلاح کے بدلے خرید لیا ہے، لہٰذا اِن کی سزا میں کوئی کمی ہو گی اور نہ انھیں کہیں سے بھی کوئی مدد پہنچ سکے گی ○ ۱۰۶

۱۰۶

تجدید واصلاح کے لیے آنے والے رسولوں کا قتل

یہود کی ایک اور بُری عادت یہ رہی کہ اللہ نے اُن کے درمیان جو نبی ہدایت و اصلاح کے لیے

اجازت حاصل کر لی ہے یا گمان ہے کہ اللہ اُن کے کرتوتوں پر آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ شرق سے غرب تک مسلمانوں کی اکثریت سیاست میں بے حیا، سیکولر، متعصب قوم پرستوں اور قبروں کو پوجنے والوں کے پیچھے چلنے اور اُنھیں سروں پر بٹھانے کی عادی ہے۔ اِن سب سے بڑھ کر تاویل کے ذریعے ہر وہ شرک جو اللہ کی ذات وصفات اور حقوق میں مشرکین مکہ کرتے تھے وہ مسلمانوں کے لیے شیرِ مادر بن گیا ہے۔ کتاب کو چومنا اور کبھی اُس پر عمل کر لینا اور اکثر اُس کو پسِ پشت ڈال دینا گزشتہ کئی صدیوں سے مسلمانوں کا ایسا دردناک اور الم ناک طرزِ عمل ہے کہ جس کے نتیجے میں آج امت مسلمہ کی ساری دنیا میں رسوائی ہے، سارے مسلمان ممالک بلا استثنا شیطان کے ایجنٹوں کے قبضے میں ہیں سوائے اس کے کہ دو چار ممالک میں کم بُرے بر سرِ اقتدار ہیں۔ اِس صورتِ حال کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے شہروں میں خوں ریزی اور فساد ہے۔ لاقانونیت، بے حیائی، بے روزگاری، گندگی کے ڈھیر اور افراتفری مسلمان معاشروں کا تشخص ہے ہم ایک دوسرے کی گردنیں مارتے اور زمین پر غاصب مغربی قوتوں کے بوٹ چاٹتے ہیں۔ اسی کی تصویر کشی کتاب اللہ کی اِسی آیہ میں یوں مذکور ہے:... اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ ﴿٨٥﴾ تو کیا تم کتاب کے کچھ حصّے کو مانتے ہو اور کچھ حصّے کا انکار کرتے ہو؟ پھر تم میں سے جو لوگ ایسا کریں، ان کی سزا اس کے سوا اور کیا ہے کہ اُن پر دنیا کی زندگی میں ذلت و رسوائی مسلط ہو اور آخرت میں وہ شدید تر عذاب کی طرف لوٹائے جائیں؟ اللہ تمھاری اُن حرکات سے بے خبر نہیں ہے، جو تم کرتے رہے ہو!

بھیجے اُن کو انھوں نے قتل کر دیا۔ انھوں نے کبھی اپنے درمیان اصلاح کی بات کرنے والے کو گوارا نہیں کیا۔ رقّاصہ کی خواہش پر یحیٰ علیہ السلام کا سر قلم کر کے اُس کے سامنے طشت میں رکھ کر پیش کیا گیا، کیوں کہ وہ حیا کی تعلیم دیتے تھے۔ بعینہٖ یہی حالت گزشتہ ڈیڑھ دو سو برس سے مسلمان معاشروں میں ہے، مسلم حکام اور علماء نے کبھی معاشرے میں اصلاح کے لیے اُٹھنے والوں کو معاف نہیں کیا، ایک ایک اسلامی ملک کو دیکھ لیجیے۔ اگلی آیت مبارکہ میں یہود کے اسی جرم کا تذکرہ ہے۔

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ قَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ٞ وَ اٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَ اَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ٞ وَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ﴿۸۷﴾ ہم نے موسیٰؑ کو کتاب [تورات] دی، اُس کے بعد پے در پے عیسیٰؑ کے آنے تک تمھاری اصلاح اور رہ نُمائی کے لیے مسلسل رسُول بھیجتے رہے، یہاں تک کہ عیسیٰؑ ابنِ مریمؑ کو واضح نظر آنے والی اور مطمئن کر دینے والی نشانیاں دے کر بھیجا اور رُوحِ پاک، جبرئیلؑ امین سے اُس کی تائید کی۔ اس طویل زمانے میں ہمارے رسولوں کی دعوتِ اصلاح کے مقابلے میں تمھارا مستقل یہ روّیہ رہا کہ جب بھی تمھارے درمیان کسی رسُول نے تمھاری مرضی اور نفسانی خواہشات کے خلاف کوئی بات کی، وہیں فوراً تم نے تکبّر کیا، کسی کو جھٹلایا اور کسی کو قتل کر ڈالا[115] ○ وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾! وُہ کہتے ہیں کہ ہمارے دل ودماغ کسی بھی رسول کی دعوتِ ایمان واصلاح کو قبول کرنے کے لیے غلاف میں بند ہیں۔ نہیں، بالکل نہیں! اصل بات یہ ہے کہ اللہ نے ان کے پیہم انکار و ناشکری کی وجہ سے ان پر لعنت کر دی ہے، اس لیے اے محمدؐ اور اُس پر ایمان لانے والو، یہ خوب جان لو کہ اِن یہود میں سے انتہائی کم ہی کوئی ایمان لائیں گے ○ وَ لَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ

115 یہودی قوم نہ صرف یہ کہ یہ اپنے محسن نبیوں کو قتل کرتی رہی بلکہ اس پر فخر کرتی اور اُن جگھوں کو یاد رکھتی اور بتاتی کہ ہم نے یہاں نبیوں کو قتل کیا۔ یحییٰ علیہ السلام جو انتہائی پاکیزہ اور متقی شخص تھے اور لوگوں کو تقویٰ اور سادگی کی تعلیم دیتے تھے، رقاصہ کی فرمائش پر قتل کیے گئے، اُن کا سر تھال میں رکھ کر اُس کے سامنے پیش کیا گیا۔ مسلمانوں کی تاریخ بھی اپنے درمیان اُٹھنے والے مصلحین کے پاکیزہ خون سے داغ دار ہے۔

مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمۡ ۙ وَ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ يَسۡتَفۡتِحُوۡنَ عَلَى الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ۚۖ فَلَمَّا جَآءَهُمۡ مَّا عَرَفُوۡا كَفَرُوۡا بِهٖ ۡ فَلَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۸۹﴾ اور اب جو اللہ کی طرف سے محمدؐ پر یہ ایک کتاب، قرآن مجید، جو ان کے پاس پہلے سے موجود کتاب، تورات کی تصدیق کرتی ہوئی آئی ہے، اس کے باوجود کہ اس کتاب کی آمد سے پہلے وہ خود آنے والے رسول اور کتاب کے ذریعے یثرب کے کفار کے مقابلے میں فتح و نصرت کی دعائیں مانگ رہے تھے، مگر جب وہ چیز آگئی جسے وہ پہچان بھی گئے، تو دیکھو یہ انکار میں کیسے پیش قدم ہیں، اللہ کی لعنت ہو ان اہلِ کتاب کافروں پر ○

کیا ہدایت و شرف کسی ایک خاندان کے لیے ہے

یہود نبی ﷺ کا اللہ کا نبی ہونا اس طرح پہچان گئے تھے کہ جس طرح لوگ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں، انکار صرف اس ضد اور جلن کی بنا پر کر رہے ہیں کہ اللہ نے اپنی رسالت و نبوت کے فضل سے انھیں چھوڑ کے اپنے بندوں میں سے، جس کو چاہا نواز دیا! کہتے ہیں کہ ہم تو، تورات کے ماننے والے ہیں۔ اہلِ ایمان کو سمجھایا جا رہا ہے کہ اِن سے پوچھو کہ تورات کے ماننے والے ہو تو نبیوں کو کیوں قتل کرتے رہے؟ کیوں بچھڑے کو معبود و مشکل کشا بنایا، جب اللہ نے اِن سے کہا کہ جو کتاب اور اُس میں ہدایات ہم نے دی ہیں، اُنھیں سختی کے ساتھ پکڑ نا تو کیوں تمھارے بزرگان بول اُٹھے: ہم نے سُن لیا، مگر نافرمانی کریں گے۔ اِن سے کہو کہ اگر تم واقعی مومن ہو تو کیا ہی بری باتیں ہیں، جن کا حکم تمھارا ایمان تمھیں دیتا ہے،!

بِئۡسَمَا اشۡتَرَوۡا بِهٖۤ اَنۡفُسَهُمۡ اَنۡ يَّكۡفُرُوۡا بِمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ بَغۡيًا اَنۡ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوۡ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ؕ وَ لِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ﴿۹۰﴾ کیسی فضول وہ بات ہے جو اِن کے کفر کا سبب بنی ہے، کیا ہی بری بات وہ جلن ہے کہ جس کے باعث اِنھوں نے اپنی جانوں کا کفر سے سودا کر ڈالا ہے۔ اللہ کی طرف سے نازل شدہ چیز یعنی کتابِ ہدایت، قرآن مجید اور رسالتِ محمدیؐ کا انکار صرف اس ضد اور جلن کی بنا پر کر رہے ہیں کہ اللہ نے اپنی رسالت و

نبوت کے فضل سے انھیں چھوڑ کے اپنے بندوں میں سے، جس کو چاہا نواز دیا ! لٰہذا اب یہ قہر پر قہرِ مزید کے مستحق ہو گئے ہیں۔ لعنت زدہ ہوا اِن کا شرف اور پندار، اس ضد اور جلن کے بدلے ایسے کافروں کے لیے ذلیل و رسوا کرنے والا عذاب ہے ○ وَ اِذَا قِیۡلَ لَهُمۡ اٰمِنُوۡا بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ قَالُوۡا نُؤۡمِنُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ عَلَیۡنَا وَ یَكۡفُرُوۡنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ٭ وَ هُوَ الۡحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمۡ ؕ قُلۡ فَلِمَ تَقۡتُلُوۡنَ اَنۡۢبِیَآءَ اللّٰهِ مِنۡ قَبۡلُ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۹۱﴾ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے محمدؐ پر، جو کچھ نازل کیا ہے اس پر ایمان لاؤ، تو وہ کہتے ہیں ''ہم تو صرف اس چیز پر یعنی تورات پر ایمان لاتے ہیں، جو ہم پر یعنی اولادِ یعقوب کے درمیان اُتری ہے۔اس کے علاوہ جو کچھ آیا ہے اُس کے ہم انکاری ہیں، حالاں کہ وہی حق ہے اور اس کتاب [تورات] کے مندرجات کی تصدیق و تائید کر رہا ہے جو ان کے پاس پہلے سے موجود تھی اور یہ کہ اُن پیش گوئیوں کے مطابق ہے، جو اُس میں مذکور ہیں۔ اچھا، ان سے پوچھو : اگر تم ایسے ہی تورات کے ماننے والے ہو تو اس سے پہلے اللہ کے اُن رسولوں کو کیوں قتل کرتے رہے، جو تمام کے تمام بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے تھے؟ ○

وَ لَقَدۡ جَآءَكُمۡ مُّوۡسٰی بِالۡبَیِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذۡتُمُ الۡعِجۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ وَ اَنۡتُمۡ ظٰلِمُوۡنَ ﴿۹۲﴾ اور یقیناً موسیٰؑ تمھارے پاس واضح نشانیوں کے ساتھ آیا، جس سے اُس کا اللہ کا نبی ہونا ہر کس و ناکس پر ثابت ہو گیا۔ مگر جوں ہی اُس کی غیر موجودگی میں تمھیں موقع ملا تم نے بچھڑے کو معبود بنالیا، یقیناً تم بڑے غلط کار اور حدود کو پھاند جانے والے تھے ○ وَ اِذۡ اَخَذۡنَا مِیۡثَاقَكُمۡ وَ رَفَعۡنَا فَوۡقَكُمُ الطُّوۡرَ ؕ خُذُوۡا مَاۤ اٰتَیۡنٰكُمۡ بِقُوَّةٍ وَّ اسۡمَعُوۡا ؕ قَالُوۡا سَمِعۡنَا وَ عَصَیۡنَا ٭ وَ اُشۡرِبُوۡا فِیۡ قُلُوۡبِهِمُ الۡعِجۡلَ بِكُفۡرِهِمۡ ؕ قُلۡ بِئۡسَمَا یَاۡمُرُكُمۡ بِهٖۤ اِیۡمَانُكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۹۳﴾ پھر یاد کرو جب ہم نے تمھارے سروں کے اوپر طور کو اُٹھایا اور تم سے عہد لیا تھا۔ ہم نے تاکیداً کہا تھا کہ جو کچھ ہدایات ہم دے رہے ہیں، ان کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو اور اُن پر کاربند رہو، اور توجہ سے سنو اور مانو۔ تمھارے اسلاف جو وہاں حاضر تھے بول اُٹھے : ہم نے سُن لیا، مگر نافرمانی کریں گے۔ اور ان کی باطل پرستی کا یہ حال تھا کہ دلوں میں سرایت شدہ ٹیڑھ اور کفر کے سبب توحید کے خوگر نہ ہو سکے، ان کے دلوں میں بچھڑا ہی رچا بسا رہا، کہو : کیا ہی بری باتیں ہیں، جن کا حکم تمھارا ایمان تمھیں

دیتا ہے، اگر تم مومن ہو ○

جبرائیلؑ سے دشمنی اور زندگی کے حریص

یہود کا دعویٰ تھا کہ وہ سارے جہان سے زیادہ اللہ کے چہیتے ہیں، جنت تو گویا اُن کے نام لکھ دی گئی ہے، اہلِ ایمان سے کہا گیا کہ اِن جنت کے ٹھیکے داروں سے کہو کہ اگر اللہ کو تم سے اتنی محبت ہے تو اُس کے پاس جانے کی تمنا کرو، جب کہ یہ دنیا کی زندگی کے اتنے حریص اور موت سے اتنے ڈرتے ہیں کہ اللہ کے پاس جانے کی آہٹ سے بھی گھبراتے ہیں۔ موت کے پیغام میں اِن کے لیے کوئی خوشی کا پیغام نہیں ہو سکتا۔ اہلِ ایمان کی نبی ﷺ نے جو تربیت کی تھی اُس کا معاملہ بالکل برعکس تھا، ہر بندۂ مومن موت کے ذریعے اپنے مالک سے ملنے کے لیے ہر آن شاداں و فرحاں تیار تھا۔

اِن یہود کا دعویٰ تھا کہ جبرائیلؑ سے ہماری دشمنی ہے کیوں کہ وہ جب بھی کسی پر نبوت لے کر آتا ہے تو ہم کو اُس کی نافرمانی کرنی پڑتی ہے، نبی کے قتل سے ہمارے ہاتھ رنگین ہوتے ہیں، اُس کا آنا ہمارے لیے کوئی نیک شگون نہیں ہے۔ غالباً اِس مرتبہ تو اُس نے بڑا پاپ کیا (نعوذ باللہ) کہ وحی بجائے ہمارے قبیلے میں کسی فرد پر لانے کے محمد (ﷺ) پر لے آیا، اس طرح کی فضول باتیں یہود کو ہی زیب دیتی تھیں۔ اللہ تعالی نے اہلِ ایمان سے کہا کہ اِن کو بتاؤ کہ جو جبرائیلؑ کا دشمن ہے اللہ اُس کا دشمن ہے: فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِينَ۔

قُلْ إِن كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِندَ اللَّهِ خَالِصَةً مِّن دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٩٤﴾ اے بنی اسرائیل، تمھاری بھی کیا خوش فہمیاں ہیں: اے محمدؐ! ان سے کہو: بقول تمھارے، اگر واقعی اللہ کے نزدیک آخرت کی کام یابی تمام انسانوں کو چھوڑ کر صرف تمھارے ہی لیے ہے اور اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تب تو تمھیں وہاں جلد از جلد پہنچنے کی آرزو کرنی چاہیے چناں چہ موت کی تمنّا کرو! ○ وَلَن يَتَمَنَّوْهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ﴿٩٥﴾ یقین جانو کہ یہ تا ابد کبھی ایسی تمنّا نہ کریں گے، اس لیے کہ اپنے ہاتھوں جو کچھ غلط کاریاں اور بد اعمالیاں انھوں نے آگے بھیجی ہیں اُن کا تقاضا یہ ہے کہ وہاں

جانے کی ہر گز تمنّا نہ کریں۔ اللہ ان جیسے ظالموں سے خوب واقف ہے ○ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ
النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ وَ مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَ مَا هُوَ
بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ اے نبی، تم انھیں دنیا
میں لمبی عمر پانے کا سب سے بڑھ کر لالچی پاؤ گے حتّٰی کہ یہ اس لالچ میں آخرت پر یقین نہ رکھنے
والے بت پرست خالص مشرکین سے بھی دو ہاتھ آگے نکلے ہوئے ہیں۔ ان یہود میں سے ہر
ایک یہ خواہش رکھتا ہے کہ کسی طرح ہزار سال کی عمر ملے، حالاں کہ لمبی عمر کسی طور اُسے عذاب
سے تو نہیں بچا سکتی۔ اور جو کچھ یہ کر رہے ہیں اللہ اُسے بخوبی دیکھ رہا ہے ○ ع ۱۱ ۱۱ع

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ
وَ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۷﴾ اے محمدؐ، انھیں بتاؤ کہ جو کوئی جبرئیل کا دشمن ہے حقیقتاً
اللہ ہی کا دشمن ہے، اس لیے کہ جبرئیل نے اللہ کے حکم سے تمھارے قلب پر یہ قرآن نازل کیا
ہے، جو ان کے پاس پہلے سے موجود کتاب تورات کی تصدیق کرنے والا ہے اور اِس کے کتابِ الٰہی
ہونے پر ایمان لانے والوں کے لیے دنیا میں ہدایت کے ساتھ غلبے اور آخرت میں کام یابی کی
بشارت بن کر آیا ہے ○ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جِبْرِيْلَ وَ مِيْكٰلَ فَاِنَّ
اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۹۸﴾ سنو، جو اللہ، اُس کے فرشتوں، اس کے رسولوں اور جبرئیل اور
میکائیل کے دشمن ہیں، بلاشبہ ایسے کافروں کا دشمن خود اللہ ہے ○

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿۹۹﴾ اور اے محمدؐ، ہم
نے یقیناً تمھاری طرف اس قرآن میں رسالتِ محمدی اور قرآن مجید کی حقانیت میں ایسی واضح
دلیلیں نازل کی ہیں، جن کا انکار بس، یہود جیسے عہد شکن، فاسق ہی کر سکتے ہیں۔ اِن یہود کی تاریخ
شاہد ہے کہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہا ہے ○ اَوَ كُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ؕ بَلْ
اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَ لَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ
نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ
﴿۱۰۱﴾ جب بھی کبھی اِنہوں نے کوئی عہد کیا تو ضرور ان کے ایک گروہ نے اُسے اُٹھا کر پھینک دیا؟

بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ان کی اکثریت حقیقی، معیاری اور مطلوب ایمان نہیں رکھتی۔ اور اب، جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے رسولِ عربی محمدؐ بن عبداللہ اُن پیشین گوئیوں کے مطابق آیا جو پہلے سے موجود کتاب میں درج تھیں، تو ان اہل کتاب میں سے ایک گروہ نے اُس پر نازل ہونے والی کتابُ اللہ کو اس طرح پسِ پشت پھینک دیا، گویا وہ کوئی قابلِ اعتنا چیز ہی نہیں، وہ اِسے جانتے ہی نہیں! ○

جادو اُس دین کا کفر ہے جو محمد ﷺ پر نازل ہوا ہے

وَ اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَ مَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَ لٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَ مَاۤ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ ؕ وَ مَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ.......... [مدینے میں رسولِ عربیؐ کو، جو اپنے فدائین کے درمیان تھے، سابق انبیاء کی طرح قتل کرنا، ممکن نہ پا کر یہود نے جادو کے ذریعے درپے آزار ہونے کا فیصلہ کیا، احمق و دیوانے کہیں کے!] اور ان چیزوں [منتروں] کے پیچھے لگ گئے، جسے سلیمانؑ کی سلطنت میں شیاطین پڑھتے تھے، حالاں کہ واقعہ یہ ہے کہ سلیمانؑ نے جادو، جو کفر ہے کبھی نہیں کیا۔ کفر، یعنی جادو تو وہ شیاطین کرتے تھے جو لوگوں کو جادو گری کی تعلیم دیتے تھے۔ اور اس چیز کے پیچھے لگ گئے جو بابل میں دو فرشتوں، ہاروت و ماروت پر نازل کی گئی تھی، حالاں کہ وہ دونوں فرشتے کسی کو اس کی تعلیم نہیں دیتے تھے، تاوقتے کہ صاف طور پر یہ نہ کہہ دیں کہ "ہم تو ایک آزمائش ہیں تو کفر میں نہ پڑ"[116] .... فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ ؕ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَ لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۚ وَ لَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ .... پھر بھی یہ لوگ ان سے وہ چیز

---

۱۱۶ قرآن صریح الفاظ میں جادو کو کفر قرار دے رہا ہے، کیا اس کے بعد بھی اس سے باز رہنے کے لیے اور کوئی دلیل درکار ہے؟

سیکھتے تھے جس سے میاں اور بیوی میں جُدائی ڈال سکیں ۔ ظاہر تھا کہ اللہ کی مَشِیَّت کے بغیر وہ اس
چیز سے کسی کو بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔ اس بات کو جاننے کے باوجود وہ لوگ ایسی چیز سیکھتے
تھے، جو نہ انھیں نقصان پہنچا سکے اور نہ ہی نفع پہنچا سکے [117] "اور یقیناً انھیں خوب معلوم تھا کہ جس نے
اس چیز، یعنی جنتر منتر کی فن کاری کو حاصل کیا اس کے لیے آخرت کی نجات اور کام یابیوں میں
سرے سے کوئی حصہ ہی نہیں ہے۔ کیسی بری اور فضول چیز تھی جس کے بدلے میں انھوں نے اپنی
زندگیوں کا سودا کیا، کاش انھیں ادراک ہوتا! ○ وَلَوۡ اَنَّهُمۡ اٰمَنُوۡا وَاتَّقَوۡا لَمَثُوۡبَةٌ مِّنۡ عِنۡدِ
اللّٰهِ خَیۡرٌ ؕ لَوۡ کَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۰۳﴾ اور اگر وہ صحیح معنوں میں ایمان لاتے، جیسا کہ حق ہے ۱۲۶
ایمان لانے کا اور اللہ کے ڈر اور خوف سے پرہیز گاری اختیار کرتے تو اللہ کی طرف سے کیا ہی
بہترین اجر اُنھیں ملتا، کاش یہ لوگ جانتے ○ ع ۱۲

☆☆☆☆☆

---

۱۱۷ قرآن جادو کے نفع و نقصان پذیر ہونے کا انکار کر رہا ہے، اس کے باوجود یہ کتنی بڑی بات ہے کہ کسی پیغمبر کے بارے میں کوئی کہے کہ جادو کے زیرِ اثر آگیا اور اُس کی یادداشت متاثر ہو گئ، خصوصاً، جب قرآن قطعیت سے پیغمبر کو مسحور ماننا ظالم مشرکین کا قول قرار دے [وَاِذۡ هُمۡ نَجۡوٰۤى اِذۡ يَقُوۡلُ الظّٰلِمُوۡنَ اِنۡ تَتَّبِعُوۡنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسۡحُوۡرًا ﴿سُوۡرَةُ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِيۡل، آیہ ۴۷﴾ یہ ظالم آپس میں کہتے ہیں کہ یہ تو ایک سحر زدہ آدمی ہے جس کے پیچھے تم لوگ جا رہے ہو] اور دعویٰ کرے کہ اُس کا رسول پورے ہوش کے ساتھ دعوتِ توحید پیش کر رہا ہے۔ کسی نبی کو مختصر یا طویل وقت کے لیے مسحور ماننا اُس کی زندگی کے سارے کام کو مشتبہ بنا دیتا ہے کہ اُس نے کیا کام پورے ہوش و حواس سے کیا اور کیا کام سحر کے اثر میں مسحور ہونے کے دوران کیا۔